مکتوبات احمدیہ

ایوب صادق کی عیادت و تعزیت

حضرت مرزا ایوب بیگ رضی اللہ عنہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان درخشندہ ستاروں میں سے ہیں۔ جن کے وجود پر سلسلہ کے نوجوان ہمیشہ فخر کرتے رہیں گے۔ ان کا اخلاص ان کا زہد ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق ایسی چیزیں ہیں کہ نوجوانان سلسلہ کے لئے خضر راہ بن سکتی ہیں ان کی جوانا مرگی خون کے آنسو رلاتی ہے۔ ان کی زندگی کے ساتھ بڑی بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ان کو ہم سے جدا کر دیا۔ اور اپنے حضور بلا لیا۔ ان کی علالت اور پھر وفات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مکتوب ان کے بڑے بھائی جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب کو لکھے تھے انہیں الحکم کے ذریعہ شائع کر کے احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ مرحوم ایوب صادق کی ترقی مدارج کے لئے دعا کریں۔ حضرت اقدس کو بھی ان سے بڑی محبت تھی۔ اور اس کا ایک زبردست ثبوت یہ ہے کہ مقبرہ بہشتی کی تاسیس کے بعد ان کے جنازہ کو فاضلکا سے منگوا کر مقبرہ بہشتی میں دفن کرایا۔ (عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب و محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس وقت جو میں دردِ سر اور موسمی تپ سے یک دفعہ بیمار ہو گیا ہوں۔ مجھ کو تار ملا۔ جس قدر میں عزیزی مرزا ایوب بیگ کے لئے دعاؤں میں مشغول ہوں اس کا علم تو خدا تعالیٰ کو ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔ میں تو سخت بیماری میں بھی آنے سے فرق نہ کرتا۔ لیکن میں تکلیف کی حالت میں ایسے عزیز کو دیکھ نہیں سکتا۔ میرا دل جلد صدمہ قبول کرتا ہے۔ یہی چاہتا ہوں تندرستی اور صحت کی حالت میں دیکھوں۔ جہاں تک انسانی طاقت ہے اب میں اس سے زیادہ کوشش کروں گا۔ مجھے پاس اور نزدیک سمجھیں۔ نہ دور۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جن سے میں اس دردِ دل کو بیان کروں خدا تعالیٰ کی رحمت سے ہرگز ناامید مت ہو۔ خدا بڑے کرم اور فضل کا مالک ہے اُس کی قدرت اور فضل اور رحمت سے کیا دور ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کو تندرستی میں جلد تر دیکھوں اس علالت کے وقت جو تار مجھ کو ملا۔ میں ایسا سراسیمہ ہوں کہ قلم ہاتھ سے نکلی جاتی ہے۔ میرے گھر میں بھی ایوب بیگ کے لئے سخت بے قرار ہیں۔ اس وقت میں ان کو بھی اس تار کی خبر نہیں دے سکتا۔ کیونکہ کل سے وہ بھی تپ میں مبتلا ہیں۔ اور ایک عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ بمشکل سے کچھ اندر جاتا ہے۔ اس کے جوش سے تپ بھی ہو گیا ہے۔ وہ نیچے پڑی ہیں اور میں اوپر کے دالان میں ہوں۔ میری حالت تحریر کے قابل نہ تھی۔ لیکن تار کے درد انگیز اثر نے مجھے اُٹھا کر بٹھا دیا۔ آپ کا اس میں کیا حرج ہے کہ اس کی ہر روز مجھ کو اطلاع دیں۔

معلوم نہیں کہ جو میں نے ابھی ایک بوتل میں دوا روانہ کی تھی۔ وہ پہنچی یا نہیں۔ ریل کی معرفت روانہ کی گئی تھی۔ معلوم نہیں مالش ہر روز ہوتی ہے یا نہیں۔ آپ ذرہ ذرہ حال سے مجھے اطلاع دیں۔ اور خدا بہت قادر ہے۔ تسلی دیتے رہیں۔ چوزہ کا شوربا یعنی بچہ خورد کا برابر دیا کریں۔ معلوم ہوتا ہے دستوں کی وجہ سے کمزوری نہایت درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ والسلام

۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا وہ تار جس کا چند روز سے ہر وقت اندیشہ تھا آخر کل عصر کے بعد پہنچا

انا للہ وانا الیہ راجعون

عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت و اخلاص سے پُر تھا۔ اس کی جدائی سے ہمیں بہت صدمہ اور درد پہنچا۔ اللہ تمہیں اور اس کے سب عزیزوں کو صبر عطا کرے اور اس مصیبت کا اجر بخشے۔ آمین ثم آمین

اس مرحوم کے والد ضعیف و کمزور کا کیا حال ہوگا۔ اور اس کی بیوہ عاجزہ پہ کیا گذرا ہوگا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ سب کو اس صدمہ کے بعد صبر عطا فرمائے ایک جوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودہ نشوونما یافتہ جو امید کے وقت پر پہنچ گیا تھا یک دفعہ اس کا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپدید ہو جانا سخت صدمہ ہے اللہ جل شانہٗ سوختہ دلوں پر رحمت کی بارش کرے اس خط کے لکھنے کے وقت میں جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا۔ اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا کہ یک دفعہ الہام ہوا

مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کے راہ سے داخل ہو۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے۔ اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو۔

ایک دفعہ عزیز مرحوم کی زندگی میں بکثرت اس کی شفا کے لئے دعا کی۔ تب

خواب

میں دیکھا کہ ایک سڑک ہے۔ گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کر کے بنائی گئی ہے۔ اور ایک شخص ایوب بیگ کو اس سڑک پر لے جا رہا ہے۔ اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے۔ اور نہایت خوش اور چمکیلی ہے۔ گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی۔ اور تکلف کے طور پر یہ سمجھا کہ یہ صحت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن دل نہیں مانتا تھا کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو۔ سو اب خواب کی تعبیر ظہور میں آئی

انا للہ وانا الیہ راجعون

میری طرف سے اپنے والد صاحب کو بھی تعزیت کا پیغام پہنچا دیں۔ خدا نے جو چاہا وہ ہو گیا اب صبر و رضا درکار ہے۔

رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین والسلام۔

وصیتیں

۴۰۸۹ - منکہ محمد یعقوب خان ولد محمد یار صاحب قوم پٹھان عمر تخمیناً ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۹ء ساکن گوڑیانی ڈاکخانہ و تحصیل جھجر ضلع رہتک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۳۳ ۳۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ اس وقت میری حسب ذیل جائداد ہے ۔ اراضی ۲۱۵ بیگہ خام بارانی اور ایک مکان سکونتی واقعہ گوڑیانی مذکور جس کی کل قیمت ۱۲۸۰/- روپیہ ہوتی ہے ۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں کہ پچاس روپیہ سالانہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ باقاعدہ کرتا رہوں گا ۔ اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی آٹھ روپیہ ہے ۔ اس میں سے بھی ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا ۔ کیونکہ یہ آمدنی مستقل نہیں ہے اس لئے جب تک ملازم رہوں گا اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا ۔ اس کے علاوہ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔

العبد :- محمد یعقوب خان احمدی ولد محمد یار خان بقلم خود حال ملازم بمقام دہلی دار المطالعہ انجمن احمدیہ بازار بلیماران ۲۰/۱۲/۳۳

گواہ شد :- فخر الدین ملتانی ساکن مبارک منزل محلہ دار البرکات قادیان

گواہ شد بشیر احمد ولد سید وجیہ احمد ساکن محلہ صوفیاں لدھیانہ ۲۰/۱۲/۳۳ حامد مولوی محمد علی

۴۱۲۶ منکہ مسعودہ خاتون زوجہ منشی احسان اللہ چودھری عمرہ ۴۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن دیبو گرام ڈاکخانہ اکھوڑہ تحصیل برہمن بڑیہ ضلع ٹپرہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵/۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

میری وفات کے وقت جس قدر میرا متروکہ ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر میں اپنی اس وصیت کی مدمیں اپنی جائداد کا کوئی حصہ یا اس کی قیمت صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کر دوں ۔ تو اس قدر حصہ میری وصیت میں ادا شدہ شمار ہوگا ۔ اور میری ترکہ کے حصہ وصیت میں سے وضع کر دیا جاوے گا ۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔ حق مہر ایک ہزار روپیہ ابھی میرے خاوند صاحب منشی احسان اللہ صاحب چودھری کے ذمہ واجب الادا ہے ۔ میری جائداد جس کی مالیت اس وقت تخمیناً ایک ہزار روپیہ ہے ۔ العبد مسعودہ خاتون

گواہ شد ظل الرحمن مہتمم تبلیغ صوبہ بنگال

گواہ شد منشی احسان اللہ چودھری

Debogram village
P.O. Akhaura
Dist Tippera (Bengal)

۴۱۳۵ منکہ علی محمد ولد محمد بخش قوم کھوکھر عمر ۶۳ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۰۰ء ساکن مدھ حال رہائش گنج مغل پورہ تحصیل و ضلع لاہور بقائمی ہوش بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹/۱۲/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-

میری جائیداد چاہی موضع مدھ ڈاکخانہ بیلوال ضلع امرتسر میں ہے ۔ چھ پانچ گھماؤں ہے ۔ اور وہ بارہ سو روپیہ پر رہن ہے ۔ اور ایک مکان کچا رہائشی مبلغ پینتالیس روپیہ کا ہے ۔ میں بیکار ہوں میرا گذارہ موجودہ وقت میں میرے لڑکے کی آمد پر ہے جو کہ مبلغ ۳۰ روپیہ ماہوار ہے ۔ چونکہ اس کی ملازمت عارضی ہے ۔ اسلئے جب تک وہ ملازمت میں رہے گا ۔ میں اس آمد پر اپنی وصیت جو کہ دسواں حصہ ہے ہر ماہ ادا کرتا رہوں گا ۔ اور مکان کا بھی دسواں حصہ ادا کر دوں گا ۔ اور زمین کے متعلق یہ ہے کہ جب میں اپنی زندگی میں خلاص کرالوں تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر نہ خلاص کر سکوں تو وہ قرضہ میں رہے گی ۔ اور اگر میرے مرنے کے وقت اور کوئی جائداد بھی ثابت ہو اُس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر میں کوئی رقم بمد وصیت ادا کر کے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان سے رسید حاصل کرلوں تو یہ رقم وصیت کردہ سے منہا کر دیجائے گی ۔

العبد :- علی محمد بقلم خود از گنج مغل پورہ لاہور

گواہ شد ۔ جلال الدین بقلم خود ساکن گنج ضلع لاہور ۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل جنرل سیکرٹری گنج ضلع لاہور

۴۱۲۵ - منکہ اللہ دتہ ولد حیات محمد قوم جٹ وڑائچ پیشہ کاشتکاری عمر ۵۰ سال چک نمبر ۱ے جنوبی ڈاکخانہ چک نمبر ۲۷ جنوبی تحصیل سرگودہ ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۵/۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرا دوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی ۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے :-

دو مربعہ زمین بصیغہ گھوڑی پال چک نمبر ۱ے میں ہے اور تقریباً پچاس بیگہ زمین موضع دھیر کے کلاں تحصیل و ضلع گجرات میں ہے ۔ ان ہر دو جگھوں پر پختہ مکانات ہیں ۔ تمام ہر دو جگھوں کی قیمت زمین معہ مکانات بیس ہزار روپیہ ہے ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ میرے مرنے کے بعد جو جائداد زائد ثابت ہو تو اُسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں ۔

العبد :- اللہ دتہ ولد حیات محمد قوم جٹ وڑائچ ساکن چک ۱ے حال وارد دھیر کے کلاں نشان انگوٹھہ

گواہ شد :- حافظ غلام محمد سکنہ دھیر کے کلاں سکریٹری انجمن احمدیہ بقلم خود

گواہ شد :- عطا محمد ولد اللہ دتہ فرزند اکبر ساکن دھیر کے کلاں تحصیل و ضلع گجرات بقلم خود

گواہ شد :- اکبر علی سیکرٹری جماعت احمدیہ سدوکی تحصیل و ضلع گجرات تحریر کنندہ

۴۰۷۸ - منکہ اسد اللہ خان ولد چودھری نصر اللہ خان قوم جٹ سیاہی ، پیشہ وکالت عمر تقریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ڈسکہ کلاں ڈاکخانہ خاص تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹/۱۲/۳۳ حسب ذیل وصیت ہے کہ میری موجودہ جائداد مقبوضہ زمین چار مربعہ جات واقعہ بمقام میانہ چک نمبر ۸۸ ڈاکخانہ تحصیل و ضلع لائل پور (جھنگ برانچ) اور ایک مکان سکونتی ناقابل رہائش واقعہ بمقام ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ ہے ۔ اس جائداد کا حق ملکیت مجھے حاصل نہیں ہے ۔ صرف آمدنی کا حقدار ہوں ۔ لہٰذا میں وصیت کرتا ہوں کہ اس آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدگی کے ساتھ تازیست ادا کرتا رہوں گا اس کے علاوہ مجھے اپنے پیشہ وکالت سے جو آمدنی ماہوار ہوا کرے گی اس کا بھی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا ۔ علاوہ ازیں میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد جس پر مجھے حق ملکیت حاصل ہو ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی ۔ اگر کوئی رقم ایسی جائداد کی قیمت کی صورت میں اپنی زندگی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں ۔ تو ایسی رقم اس جائداد کی قیمت سے ادا کر دی جائے گی

۲۹/۱۲/۳۳

العبد ۔ اسد اللہ خان بی اے بیرسٹر ایٹ لاء ٹرنر روڈ لاہور بقلم خود ۲۹/۱۲/۳۳

گواہ شد :- لفٹنٹ عبد اللہ بی ۔ اے ایکز یکٹو آفیسر قصور ضلع لاہور

گواہ شد :- رشید اللہ خان ایم ۔ ایس ۔ سی سائنس ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ ضلع گوجرانوالہ بقلم خود

میں کس طرح احمدی ہوا؟

اور

خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضل اور احسان کا کچھ ذکر

ذیل میں حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین سکندرآبادی کا بیان درج کرتا ہوں۔ سیٹھ صاحب نے نہایت سادگی کے ساتھ واقعات کا ذکر کیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز خود ان کے حالات پر ایک تبصرہ لکھنا چاہتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عنقریب ان کی زندگی پر ایک طائرانہ نظر کروں گا۔ اس لئے کہ ان کی عملی زندگی ایک قابل رشک اور قابل تقلید زندگی ہے۔ سردست میں ان کا بیان شائع کر دیتا ہوں۔ (عرفانی)

سر آغا خان کو ماننے والی خوجہ قوم کا میں ایک فرد ہوں۔ اسلام کا یہ عجیب فرقہ ہے۔ جس کے نزدیک نماز بھی فرض نہیں۔ اسلئے اُن کو مسجد کی بھی ضرورت نہیں۔ اسطرح ہمارا خاندان بھی نماز کا پابند نہ تھا۔ سال بھر میں صرف دو بار عیدین کی نماز کے لئے مسجد میں جانا ہوتا تھا۔ اور بس۔ مجھے بعض فرقوں کی دینی کتب دیکھنے کا موقعہ ملا۔ مگر کسی میں بھی خاص اثر یا کشش نہ پایا مگر ۱۹۱۳ء میں جب میں ۴۲ سال کی عمر کا تھا۔ ایک حسن اتفاق سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور کتاب Teaching of Islam (اسلامی اصول کی فلاسفی) دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ کتاب پڑھتے ہی میرے دل میں ایک عجیب تبدیلی پیدا ہو گئی۔ قرآن شریف لڑکپن میں پڑھ کر چھوڑ دیا تھا اسکو پھر غور سے سمجھ کر پڑھنے کا شوق پیدا ہوا جسکے نتیجہ میں خاکسار نے مختلف مسائل کے متعلق قرآن شریف کی اکثر آیات ایک جگہ جمع کرکے انگریزی زبان میں Extracts from Holy Quran نام سے ایک کتاب تیار کرکے مفت شائع کر دی۔ اس کے علاوہ نماز کا پابند ہو گیا۔ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ بہت سے نوافل اور تہجد باقاعدہ پڑھنے لگا۔ ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ نفل روزے ہر ماہ تین سے پندرہ تک رکھنے لگا۔ سالانہ زکوٰۃ بھی نکالنی شروع کی۔ حج کی تیاری کی اور بعد میں اہل و عیال کے ساتھ یہ فرض بھی ادا کیا۔ ہماری تجارتی کمپنی میں جو ناجائز کام ہوتے تھے۔ اور جس کو ہم تجارتی فن سمجھتے تھے وہ سب موقوف کرکے کاروبار میں راستی اور دیانت داری کا سلسلہ جاری کر دیا گیا۔ الحمد للہ

خدا تعالیٰ دعا سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے

حضرت صاحب کی مذکورہ اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے سے مجھے اس بات کا بھی علم حاصل ہو گیا کہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں سنتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے۔ اس بات کی صداقت معلوم کرنے کے لئے میں نے خدا تعالیٰ کے حضور بہت عاجزی سے دعائیں کیں۔ اور میں حلفاً ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اس کے جواب بھی ملے۔ کسی طالب حق کو ذاتی تجربہ حاصل کرنا ہو تو یہ کتاب پڑھے۔ اور آپ کی تعلیم کے مطابق عمل کرے تو انشاء اللہ اُس کو بھی یہ فضل ضرور حاصل ہو جائے گا۔ جس طرح ہزاروں کو حاصل ہوتا رہا ہے۔

اہل حدیث سے تعلق

اسی اثناء میں ہمارے ایک تجارتی معاملہ میں ایک اہل حدیث صاحب سے تعلق ہوا۔ اُن کے ساتھ آٹھ سال کی صحبت کی وجہ سے مجھ پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ میں کٹر اہل حدیث ہو گیا جس کے نتیجہ میں باوجودیکہ مجھ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا اچھا اثر تھا۔ پھر میں آپ کے دعاوی کے متعلق بہت بدظن ہو گیا۔ مگر آپ کی تعلیم کے مطابق اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا کا ورد بہت کرتا رہا۔

تبلیغ احمدیت

احمدیت کی تبلیغ مجھ کو سب سے پہلے ۱۹۱۲ء کے سال میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے ذریعہ سے ہوئی۔ خدا تعالیٰ کو بھی عجیب قدرت و رحمت ہے کہ قادیان میں ۱۵۰۰ میل کے فاصلہ پر مجھ حقیر کے لئے ایسے ایک احمدی بزرگ کو میرے مکان تک پہنچا دیا۔ ایک عجیب اتفاق سے ان کا میرے یہاں تشریف لانا ہوا۔ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری ہو گیا صداقت احمدیت کے متعلق مجھ کو بہت کچھ انھوں نے سمجھایا۔ مگر افسوس کہ میں ایسا کٹر اہل حدیث ہو گیا تھا کہ میں نے ان کی کوئی بات نہ مانی۔ اُنھوں نے مجھے قادیان سے بہت سی کتابیں منگوا دیں۔ مگر میں ایسا متعصب ہو گیا تھا کہ ان کتابوں کا وہی حصہ دیکھتا۔ جس میں اسلام اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیوں کا ذکر ہوتا۔ مگر جہاں کہیں حضرت عیسےٰ کی وفات اور آپکے دعاوی کا ذکر ہوتا تو وہ حصہ صاف چھوڑ دیتا۔ کیونکہ مجھے یہ خوب سمجھایا گیا تھا کہ حضرت صاحب اپنے دعاوی میں سچے نہ تھے (نعوذ باللہ) جب میرا یہ حال تھا کہ کتابیں کا ضروری حصہ دیکھوں اور سمجھانے والے صاحب کی بات نہ سمجھوں تو مجھے ہدایت کس طرح ہو سکتی تھی؟ مگر اس رحمان و رحیم ہادی نے مجھ حقیر کو چھوڑ نہ دیا۔ مجھ پر رحم فرما کر میری ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان انتظام تجویز فرمایا۔

ایک عظیم الشان انتظام

خدا تعالےٰ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ایک رویا کے ذریعہ حکم فرمایا کہ حضور شاہِ دکن کو سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ کی جائے۔ جس کی تعمیل میں آپنے ایک اعلیٰ کتاب "تحفۃ الملوک" کے نام سے خوبصورت حروف میں چھپوا کر حضور شاہ دکن اور دوسرے تعلیم یافتہ لوگوں کو تحفۃً ارسال فرمائی۔ حضور شاہ دکن نے یہ کتاب شکریہ کے ساتھ قبول فرمائی۔ اس کے بعد حیدرآباد کے اور معزز لوگوں میں تبلیغ کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ جس کے لئے قادیان سے مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت حکیم محمد حسین صاحب قریشی تشریف لے آئے تھے۔ تین ماہ کے بعد وہ اصحاب واپس تشریف لے گئے۔ مجھے سکندرآباد میں اس تمام کارروائی کا کوئی علم نہ ہوا۔ مگر اصل بات تو یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ مجھ حقیر کو ہدایت ہو جائے اس لئے میرے رحمٰن و رحیم ہادی نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پھر ان مبلغوں کو حیدرآباد و سکندرآباد روانہ کیا جائے۔ اسلئے پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ تشریف لے آئے ان کے ساتھ جماعت احمدیہ حیدرآباد کے جنرل سکرٹری جناب مولوی سید بشارت احمد صاحب بھی شریک تھے۔ اب اُنھوں نے سکندرآباد میں تقریروں کا سلسلہ جاری کیا۔ مجھے بھی اس کا پتہ لگا۔ اور میں نے بھی اپنے مکان پر ان کی ایک تقریر کروائی۔ اسکے بعد ہمارے یہاں روزانہ قرآن شریف کا درس اور تبلیغ کا سلسلہ جاری ہوا۔ دوسری طرف میرے اہل حدیث دوست اور غیر احمدی علماء مجھے انکے خلاف سمجھاتے رہے۔ اسطرح مجھے ہر دو فریق کے عقائد اور دلائل سننے کا خوب موقعہ ملا۔ دو تین مہینے تک یہ سلسلہ رہا۔ آخر بفضل خدا تعالےٰ مجھے تسلی ہو گئی۔ کہ احمدیت حق ہے۔ صرف آپکے مجدد کے دعوے کی حقیقت سمجھنے سے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاوی و دلائل۔ بلکہ آپ کی ہر ایک بات لفظ بلفظ صحیح ہونے کا کامل یقین ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ اس حدیث کے متعلق حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ:۔

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنے یقیناً اللہ تعالےٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا۔ جو ان کے لئے ان کا دین تازہ کرے گا۔ (ابو داؤد۔ کنز العمال حج الکرامہ۔ مشکوٰۃ)

یہ کیسے محکم الفاظ ہیں۔ جس سے اسلام کی فضیلت کا ایک عظیم الشان قانون صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس اُمت کی راہ نمائی کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک خاص شخص کو مبعوث فرما کے اس کے ذریعے اس دین کی تجدید کرے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صدی کا مجدد کوئی معمولی شخص نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا خاص ربانی مصلح ہوتا ہے۔ پھر ایسا شخص جس کو خدا تعالےٰ اس اُمت کی راہ نمائی کے لئے خود مقرر فرمائے۔ وہ کسطرح جھوٹے دعاوی کر کے گمراہی کی اشاعت کر سکتا ہے۔ اس کا ہر ایک دعویٰ تو کیا۔ بلکہ اس کی ہر ایک بات لفظ بلفظ صحیح یقین کرنے میں ہی خدا تعالیٰ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عین اطاعت ہے۔ اور اس عظیم الشان صداقت کی مخالفت یا انکار خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ایک جنگ ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی کی تحقیر یا دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ کیا (صحیح بخاری) لفضل خدا یہ چھوٹی مگر اہم بات ذہن میں ہونے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف تمام بد ظنیاں دل سے دور ہو گئیں۔ اور پھر آپ کی تصانیف غور سے دیکھنے لگا آپکے تمام دعاوی کی صداقت آفتاب کی مانند روشن ہو گئی الحمد للہ ثم الحمد للہ

میرا ایک خواب

گو اس طرح خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مجھ پہ حق کھل گیا۔ پھر بھی مجھ میں یہ جرأت نہ تھی کہ میں اپنی خویشی اقارب اور اہل حدیث دوست کو ناراض کر کے احمدی سلسلہ میں شامل ہو جاؤں۔ اس لئے میں یوں ہی ٹالتا رہا۔ آخر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے اہل حدیث دوست اور ایک دوسرے شخص کے پاس بیٹھا ہوا ہوں وہاں پر کسی...... کی مذمت ہو رہی تھی۔ اتنے میں پولیس آ گئی اور ہم تینوں کو گرفتار کر کے سکندر آباد کی پولیس کورٹ میں کھڑا کیا۔ اور وہاں ہم تینوں کو آٹھ آٹھ روز کی قید کی سزا ہوئی۔ میں جیل میں رو رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ مذمت تو میرے اہل حدیث دوست نے کی ہے اور میں ناحق گرفتار ہو گیا۔ تو مجھے کسی نے کہا کہ تو نے اس کی صحبت کیوں ترک نہ کی؟ جب میں سمجھ گیا کہ میرا اہل حدیث دوست احمدیہ سلسلہ کا مخالف تھا۔ اسلئے بھلا بُرا کہتا تھا۔ مگر مجھ پر تو حق کھل گیا تھا۔ پھر میں اسکے ساتھ مل جلا رہتا ہوں۔ اس دنیا میں اس کے ساتھ مجھے بھی جیل کی سزا ہوئی۔ اور اسی پر اڑا رہا تو آخرت میں دوزخ کی سزا ہو گی۔ یہ خواب میں نے اپنے اہل حدیث دوست کو سنا دیا۔ اس کے بعد میں نے چند ہی روز میں بیعت کر لی۔

ہر ایک احمدی پر تبلیغ فرض ہے

اس سلسلہ میں شامل ہونے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ہر ایک احمدی پر جان و مال سے تبلیغ کرنی فرض ہے۔ قرآن شریف کی بہت سی آیات سے اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے اس کی سخت تاکید ثابت ہے۔ سورۃ عصر میں خدا تعالےٰ قسم کھا کر فرماتا ہے کہ ہر ایک انسان کی خرابی ہے۔ سوائے ان کے جو مومن ہوئے اور نیک عمل کئے۔ پھر نیک عمل کی یہ تشریح فرما دی کہ حق کی تبلیغ کی جائے اور صبر کے ساتھ کی جائے۔ اسیطرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے ۷۳ فرقے ہو جائیں گے سب کے سب جہنم میں جائیں گے۔ سوائے ایک کے اور سچے فرقے کی یہ علامت بتلائی کہ وما انا علیہ واصحابی یعنی جس طریق پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ آپ اور آپکے اصحاب کا طریق کار کیا تھا؟ دن رات تبلیغ اسلام کرنا۔ اسلام میں صرف احمدیہ سلسلہ ہے جو دن رات تبلیغ میں مصروف ہے۔ اس لحاظ سے بھی ثابت ہوا کہ احمدیہ سلسلہ ہی اسلام کا سچا فرقہ ہے۔

غیر احمدی تبلیغ کیوں نہیں کرتے؟

مسلمانوں کے اکثر حصہ کو مذہب کی طرف توجہ نہیں وہ صرف اسمی اور رسمی مسلمان ہیں۔ پھر ان کے علماء میں اس قدر اختلاف ہے کہ اسلام میں ایسا ایک بھی فرقہ نہیں۔ جس پر انھوں نے کفر کا فتویٰ نہ لگایا ہو۔ پھر ان کے مفسرین قرآن شریف کے ایسے معنی اور تفسیر کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو اسلام پر اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑے ظالمانہ اعتراضات کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ مخالف تو درکنار خود انھیں کے علماء ان کی تفسیر گمراہ کن اور مسلمانوں کے لئے اس کا دیکھنا حرام قرار دیتے ہیں۔ جس کے ثبوت میں ایک مثال پیش کرتا ہوں:۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کے متعلق فتویٰ

سنہ ۱۹۲۶ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب مکہ معظمہ تشریف لے گئے وہاں ان کی تفسیر ثنائی کے متعلق تحقیقات ہوئی۔ وہاں کے علماء مفتیوں اور قاضیوں کی مجلس نے جو فتویٰ شائع فرمایا اس کا کچھ حصہ یہ ہے:۔

"ثناء اللہ کی تفسیر میں بیان کئے ہوئے مسائل طریقہ اہل سنت اور اہل حدیث کے خلاف ہیں۔ ایسے شخص کو تنبیہ کی جاوے تاکہ عوام جہال اس کے دھوکے میں نہ آ جائیں۔ ثناء اللہ نے باوجود سمجھانے کے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا۔ اور معاندانہ روش اختیار کی"۔

"یہ ایک بدعتی اور گمراہ کا کلام ہے مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ۔ اتحادیہ۔ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے۔ نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتدار جائز ہے...... اس کے کفر اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں"۔

"ثناء اللہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جہنمی ہے۔ اس کی تمام کوششیں اس کی تصنیف میں ضائع ہو گئیں...... پس مسلمانوں پر تو یہ واجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ سے مقاطعہ کریں اور حکام کا یہ فرض ہے کہ اس کو زجر و توبیخ کریں۔ اگر بایں ہمہ وہ توبہ نہ کرے تو نہ اس کو سلام کیا جاوے اور نہ اس کے ساتھ نشست برخاست کی جاوے۔ اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ اور نہ اس کی قبر پر دعا کے لئے کھڑا ہو"۔

"ثناء اللہ کی تفسیر کلام الٰہی۔ صحیح احادیث نبویہ اہل حدیث اور مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت کی تفسیر کے خلاف ہے اور اس قابل ہے کہ اس کا مقاطعہ کیا جائے بلکہ تردید کی غرض سے دیکھنے کے سوا اسکا دیکھنا بھی حرام ہے"۔

(لفظاً از فیصلہ مکہ صفحہ ۱۵—۲۰)

اس طرح علماء کہلانے والوں کے نزدیک ایک دوسرے کی قرآن شریف کی تفسیر گمراہ کن ہو۔ اور مسلمانوں کو اس کا دیکھنا تک حرام ہو تو مسلمان کسطرح صحیح علم حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح وہ تبلیغ کے اہم فرض ادا کر سکتے ہیں؟

ایک ربانی مصلح اس کی طرف مبعوث کیا جائے اور اس کے ذریعہ قرآن شریف کی صحیح تفسیر کا تازہ اسلام دنیا میں آشکارا ہو۔ اسطرح صرف وہی لوگ جو اس ربانی مصلح کو مانتے ہیں صحیح اسلام حاصل کر سکتے ہیں اور وہی مخالفین کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور وہی تمام جہان میں کامیابی کے ساتھ تبلیغ کر سکتے ہیں۔

دینی خدمت کیلئے تین چیزوں کی ضرورت۔ دینی علم مال و فرصت

خدا تعالےٰ نے خاکسار کی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا اپنے عظیم الشان فضل و احسان کے ساتھ معجزانہ طور سے قبول فرمائی۔ پہلے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی نوازش عجیب طور سے عطا فرمائی۔ اس کے بعد تبلیغ کا جوش دل میں پیدا کیا۔ اسکے لئے مجھے تین چیزوں کی ضرورت تھی۔ جو ابتداء میں میرے پاس مطلق نہ تھیں۔ وہ بھی معجزانہ طور سے عطا فرمائی

سب سے پہلے دینی علم کی ضرورت تھی اسکے متعلق میں نے شروع میں ہی عرض کر دیا ہے کہ ہم سال بھر میں دو بار عیدین کی نماز پڑھ لینا ضروری سمجھتے تھے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف دیکھنے سے اور آپ کی تعلیم کے مطابق حقیقی اسلام حاصل ہونے سے مجھ حقیر کے ذریعہ انگریزی اردو۔ گجراتی میں ایسی کتابیں شائع ہوئیں۔ جو تمام جہان میں مقبول ہو گئیں۔ کسی کے پانچ کسی کے چھ۔ کسی کے سات ایڈیشن ختم ہو گئے خصوصاً

Extracts from Holy Quran

اس میں مختلف مسائل کے متعلق قرآن شریف کی آیات حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث جمع کی گئی ہیں۔ پھر اس میں آپ کے وہ کارنامے کی حقیقت بتلائی گئی ہے۔ جس کی دنیا میں نظیر نہیں

پھر اس کے متعلق غیر مسلم اقوام کے مشہور لوگوں کے آراء۔ آپ کن امور میں دوسرے انبیاء سے ممتاز ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی صداقت قرآن شریف احادیث و بائبل سے ثابت کی گئی۔

پھر مختلف اقوام کے عقائد اُن ہی کی کتابوں سے بتلائے گئے ہیں۔ اہل اسلام کو تنظیم و اتحاد کے متعلق مشورہ وغیرہ وغیرہ۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کتاب بہت مقبول ہوگئی۔ اس کے سات ایڈیشن ختم ہو گئے۔ معزز مسلم اور غیر مسلم لوگوں کی پسندیدگی کی آراء دنیا کے کونے کونے سے ملتی رہتی ہیں حتیٰ کہ آسمان سے بھی اس کی قبولیت کا پیغام وصول ہوگیا۔ جس کے متعلق مکرمی مخدومی شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی جو ۱۹۲۷ء میں لنڈن میں تھے۔ وہاں اپنے ۱۷ فروری کے خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں یہ خط آپ کو ایک بشارت کے طور پر لکھتا ہوں۔ ۱۲ اور ۱۳ فروری کی درمیانی رات کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ آئے ہیں۔ اور اُنھوں نے الحیٰ اکٹ کی بہت تعریف کی ہے۔ یعنی یہ کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بہت ہی پسند فرمایا مگر ساتھ ہی کہتے ہیں کہ میں نے ابھی تک نہیں دیکھی۔ اور اُنھوں نے آپکے مخالف بھائیوں کے طرز عمل کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ کہ وہ اچھا نہیں کرینگے اگر مخالفت نہ چھوڑینگے۔

بہر حال میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ کتاب ملاء الاعلیٰ میں مقبول ہوگئی ہے۔ اس کی مقبولیت بڑھے گی۔ اور یہ انشاء اللہ بابرکت ہوگی"

پھر دینی خدمت کے لئے دوسری چیز کی ضرورت تھی۔ وہ مال یعنی روپیہ۔

اسکے متعلق عرض ہے کہ ۵۰ سال پیشتر ہمارے والد صاحب بمبئی سے سکندر آباد تشریف لائے اور تجارت شروع کی۔

گو وہ بڑے تجربہ کار تاجر تھے۔ پھر بھی انکے انتقال تک ہم کوئی سرمایہ جمع نہ کرسکے۔ بلکہ مقروض ہی رہتے تھے۔ حتیٰ کہ مینے چاہا کہ میں تجارت کا پیشہ چھوڑ کر کہیں ملازم ہو جاؤں۔

مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ میرے مولا نے روز اول سے مجھے اپنے دین کی ملازمت کے لئے مقرر کر رکھا ہے اس لئے میرا نام بھی عبد اللہ رکھا گیا۔ اور بعد میں مسٹر محمد امین سابق ساگر چند بیرسٹر کو ایک خواب میں تبلایا گیا کہ میرا نام رامداس ہے۔ جس کے معنی خدا کا خادم۔ عبد اللہ کے معنی بھی یہی ہیں۔

تجارت میں ترقی

اس طرح خدا تعالیٰ نے میرے والد صاحب کی وفات کے بعد اس تجارت کو بہت ترقی دی اور ایک ذریعہ پیدا کیا۔ اور وہ یہ کہ میرے بھائی خان بہادر احمد الہ دین صاحب کو ایک اور معاملہ کرنے کی تحریک کی جس میں میرا بھی حصہ کرلیا گیا۔ جس کے طفیل ہم دونوں کو بہت منافع ہوا اس طرح ان دو ذریعہ سے مجھے اس قدر منافع ہوا کہ میں جب سے احمدی ہوا ہوں تب سے

خدمت دین میں اڑھائی لاکھ روپیہ

اب تک قریب بیس سال میں قریباً اڑھائی لاکھ روپیہ دینی خدمت کے لئے خرچ کرچکا ہوں۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے مجھ حقیر کی مالی معاملہ میں بھی معجزانہ طور سے تائید فرمائی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

پھر تبلیغ کے لئے مجھے تیسری چیز یعنی فرصت کی ضرورت تھی۔ مگر ہمارے تجارتی پیشے ایسے تھے کہ جن کے لئے ہم کو صبح کے چار پانچ بجے سے رات کے دس بجے تک۔ حساب کتاب ختم ہونے تک کام کرنا پڑتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے عجیب طور سے ان معاملات سے بھی فارغ کر دیا۔ وہ اس طرح کہ ۱۹۱۴ء کے سال میں میرے دل میں یہ بات ڈالدی کہ میں حج کے لئے جاؤں۔

مین نے پختہ ارادہ کرلیا۔ اور تیاری شروع کردی۔ اور جو تجارتی معاملات میں دیکھتا تھا۔ وہ میرے بھائی خان بہادر احمد الہ دین صاحب اور ہمارے ماموں سیٹھ الہ دین ابراہیم صاحب کے حوالے کردیا۔ اور میں فارغ ہوگیا۔

اس کے بعد یورپ کی جنگ چھڑ گئی اور اس نے ایسا زور پکڑا کہ سٹیمر والوں نے حج کے ٹکٹ دینے موقوف کر دیئے۔ اسطرح میرا حج کا جانا ملتوی ہوگیا۔

اٹھارہ گھنٹے روزانہ دینی کام

در اصل خدا تعالیٰ کی یہ مصلحت تھی۔ کہ میں اسطرح دنیوی کاروبار سے فارغ ہو کر دینی کاروبار میں لگ جاؤں۔

اس طرح بفضل خدا میں روزانہ ۱۸ گھنٹے دینی کام میں مصروف رہتا ہوں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰہِ

خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان بشارت

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان مجھ حقیر پر اس قدر ہیں۔ جن کا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ میں نے اپنے خانگی حالات جو کچھ بیان کئے ہیں۔ اور جو اب بیان کرنے لگا ہوں اس کے اظہار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر ڈیڑھ سال قبل میری مخلص اہلیہ نے مجھے یہ تحریک کی کہ خدا تعالیٰ کے جو عظیم الشان فضل و احسان مجھ پر ہوئے ہیں میں ایک کتاب میں لکھ رکھوں تو بہتر ہے۔ مگر میں نے ضروری نہ سمجھا اور ٹالتا رہا

آخر ایک دن خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ حکم ہوا کہ نعمت ربک فحدث یعنی تیرے پروردگار کی نعمت بیان کر۔ جس کی تعمیل میں خاکسار نے ایک ڈیڑھ سو صفحے کی کتاب لکھی ہے جس کا کچھ حصہ یہاں بھی درج کر دیا ہے

(۱) احمدی ہونے سے کچھ عرصہ پیشتر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ بشارت ہوئی کہ ؎

چمکی ہے فرزند تیری ان دنوں تقدیر ہے
تخت سلطانی پہ تیرے بانکی تصویر ہے

یہ کیا بات ہے میں سمجھا ہی نہیں۔ مگر احمدی ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ تقدیر کے چمکنے سے مراد احمدیت کی نعمت حاصل کرنی ہے۔

شعر کا دوسرا حصہ بھی پورا ہوا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ بھی تبلا دیا کہ میرے والدین جنت میں خوش حال ہیں

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سالانہ جلسہ ۱۹۲۳ء پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

حیدر آباد کی پرانی جماعت ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی جماعت ہے۔ مگر بحیثیت تبلیغ بہت پیچھے ہے۔ البتہ بحیثیت فرد دوسری جماعتوں کو چیلنج دے سکتی ہے

سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب اس جماعت میں ایسے فرد ہیں کہ جنھیں دیکھ کر مجھے دوہری خوشی حاصل ہوتی ہے ایک تو خوشی ان کی تبلیغی خدمات کو دیکھ کر حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسری خوشی اس لئے کہ ان کے بیعت کرنے سے پہلے شیخ یعقوب علی صاحب نے مجھے لکھا کہ سکندر آباد میں ایک مخیر سیٹھ ہیں۔ جو احمدیت کی طرف مائل ہیں دعا کریں کہ وہ احمدیت میں داخل ہو جائیں۔ اسوقت میں نے دعا کی اور

رویا دیکھا

کہ ایک تخت بچھا ہے۔ جس پر سیٹھ صاحب

بیٹھے ہیں۔ رویا میں ان کی میں نے جو شکل دیکھی تھی۔ بعینہ وہی شکل تھی۔ جو میں نے اسوقت دیکھی جب وہ مجھے ملے اسوقت آسمان کی کھڑکی کھلی۔ اور میں نے دیکھا کہ فرشتے سیٹھ صاحب پر نور پھینک رہے ہیں۔ ان کے بیعت کرنے پر مجھے خوشی ہوئی کہ میرا خواب پورا ہوگیا۔ وہ اتنا وقت اور اتنا روپیہ تبلیغ احمدیت کے لئے صرف کرتے ہیں۔ کہ کوئی اور فرد نہیں کرتا۔ تبلیغ احمدیت کے متعلق ان کا جوش ایسا ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابہ مولوی برہان الدین صاحب وغیرہ میں تھا۔ اور خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا جوش اس طرح ہے جیسے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب میں تھا۔"

(۳) حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ایک خواب میں دیکھا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ حضرت صاحب نے ایک اہم معاملہ میں مشورہ کے لیے ایک جلسہ قائم کرنے کا حکم فرمایا جس میں صرف ان ہی لوگوں کو شامل کرنا تھا۔ جو اولین۔ سابقین اور مخلصین میں سے تھے۔ جلسہ مسجد مبارک کی چھت پر ہوا۔ جس میں خاکسار بھی شریک تھا۔"

(۴) حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ نے ایک خواب میں دیکھا کہ میں بار بار یہ کہتا ہوں کہ:۔

"میرے تعلق کے لئے ان کے ساتھ تعلق ضروری ہے۔"

(۵) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے ایک خواب دیکھا کہ:۔

"میرا مکان بہت عالی شان اور بہت وسیع ہے۔ اس کے احاطہ میں ایک نہر جاری ہے۔ اس کا پانی نہایت شفاف ہے۔ جیسے چاندی یا پارے کا ہو۔ اس کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ خاکسار کا تبلیغی کام خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے مطابق ہے اور وہ خدا کی نہر کی طرح ہمیشہ جاری رہے گا۔"

(۶) پھر اور ایک خواب میں آپ نے دیکھا کہ:۔

"میرے تین نام ہیں (۱) میرزا ظفر اللہ خان (۲) نورالدینؓ (۳) عبدالباسط۔"

(۷) پھر ایک اور خواب میں آپ نے دیکھا کہ:۔

"میرے یہاں مرحوم حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ اور جناب مفتی فضل الرحمٰن صاحب تشریف لائے ہیں۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ یہاں کیوں تشریف لائے تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم تو یہاں ہی رہتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل و رحم میرے شامل ہے اور یہاں سے دین کی روشنی جاری ہے۔"

(۸) پھر ایک اور خواب میں میرا نام عبدالقیوم بتایا گیا۔

(۹) مکرمی اخویم مولوی محمد بہاء الدین صاحب حیدرآباد نے ایک خواب دیکھا کہ:۔

"میں ایک محل میں ہوں جو نہایت خوشنما ہے محل کی زمین شیشے کی ہے جیسا کہ محل سلیمان علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں ہے کہ صرح ممرد من قواریر اور شیشے کے نیچے شہد یا دودھ کی نہر جاری ہے۔"

اور فرماتے ہیں کہ:۔

"محل کی خوبی اور نفاست کا کیا ذکر کروں کہ صبح تک اس کا لطف مجھے آتا رہا۔"

یہ خاکسار کا مختصر سا بیان کہ "میں کسطرح احمدی ہوا" اور خدا تعالےٰ نے مجھ حقیر پر کیسے عظیم الشان احسانات محض اپنے فضل سے نازل فرمائے

کاش

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منکرین و مخالفین ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ اگر یہ سلسلہ خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کیا اس کے افراد پر اسطرح خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہو سکتا تھا؟ ہرگز نہیں

خدا تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور حق سمجھنے کی توفیق اور قبول کرنے کی جرأت عطا فرمائے۔ یہ ہماری درد دل کی دعا ہے۔ آمین

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خاکسار

عبداللہ الہ دین

سکندرآباد

۱۴ر جون ۱۹۳۴ء

۱۶ر جولائی ۱۹۲۶ء یوم جمعۃ المبارک

حسب معمول نماز جمعہ کے لئے پہنچ گیا۔ مرزا علی جونز ان میرے ساتھ تھیں۔ درد صاحب نے کل ٹیلیفون پر مجھے کہا تھا کہ مسٹر فلبی آج چار بجے مسجد دیکھنے آئیگا چنانچہ وہ اپنے وقت مقررہ پر آیا۔ اور کچھ عرصہ تک درد صاحب نے ملاقات کے کمرہ میں افتتاح مسجد کے متعلق باتیں کیں۔ پھر ہم سب چائے پر بیٹھے۔ اور وہاں ہی سب دوستوں سے تعارف ہوا۔ میں ان سے پہلے مل چکا تھا۔ معمولی خوش گپیاں ہوتی رہیں۔ فلبی صاحب نے سلسلہ کی اہمیت کے اندازہ کے لئے (میرے اپنے خیال میں) جماعت کی تعداد پوچھی۔ درد صاحب نے کہا کہ کوئی باقاعدہ رجسٹر ہمارے پاس نہیں تاہم ہمارا جو خیال اور اندازہ ہے وہ ایک ملین کے قریب ہے اور روز بڑھنے والی جماعت کا رجسٹر رکھا بھی نہیں جا سکتا۔ فلبی صاحب نے کہا کہ سب سے بڑی جماعت پنجاب میں ہوگی۔ جس کا جواب ہاں میں دیا گیا۔ چائے نوشی کے بعد اس نے مسجد کو دیکھا۔ اور بہت پسند کیا۔ واپسی پر خواہش کی کہ مسجد کی ایک مختصر سی تاریخ اس کو دیجائے تاکہ وہ خود اسپر آرٹیکل لکھے۔ چونکہ آج ہی سوا آٹھ بجے شب کو بلکہ شام کو مسٹر فلبی کا ایک لیکچر مسٹر لی آون کے ہال میں ہے۔ اس لئے ہم وہاں سے اس جگہ چلے گئے۔ ہال ایک معمولی سا چھوٹا سا کمرہ ہے۔ جس میں بیس پچیس آدمیوں کے لئے گنجائش ہے۔ جب ہم وہاں پہونچے تو صاحب خانہ مسز لیون کے علاوہ مسٹر ادھقر فیلڈ بھی تھے۔ جن کے مضامین کے ترجمہ بعض اوقات ہندوستان کے اخبارات میں بھی شائع ہوا کرتے ہیں۔ وہ عیسائی ہیں۔ اور اپنے آپ کو ترکوں کا بہت ہوا خواہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں اپنی قوم پر نہایت سختی سے نکتہ چینی کرتے ہیں۔ بہرحال کچھ آدمی اور عورتیں بھی آئیں اور اخبارات کے بھی تین نمائندے تھے۔ اس طرح پر گویا ہال بھر گیا۔ لیکچر کے شروع ہونے سے پہلے مسٹر ادھقر فیلڈ نے حاضرین کی دلچسپی کے لئے گراموفون کو جاری رکھا۔ اور مسٹر لی اون یا مسز لی اون کی طرف سے چائے پیش ہوتی رہی۔

وقت مقررہ پر مسٹر فلبی کے لیکچر کے لئے ڈاکٹر لی اون صدر ہوئے۔ اور مسٹر فلبی نے اپنے خیالات کا اظہار اسلامی ممالک کی موجودہ حالت پر کیا۔ سیریا اور فلسطین پر ریویو کرتے ہوئے انھوں نے موجودہ طریق منیڈیٹ کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور حجاز ریلوے کی ضبطی پر نہایت درد سے اظہار افسوس کیا کہ یہ حجاج کے آرام اور فائدہ کے لئے بنائی گئی تھی۔ اسے لڑائی کے بعد گورنمنٹ کو ضبط نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ان کی تقریر کے بعد ڈاکٹر لی اون نے مزید صراحت حجاز ریلوے کے متعلق کی۔ پھر تحریک شکریہ کے لئے ہمارے درد صاحب نے مختصر سی مگر موزوں اور مؤثر تقریر کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ مسٹر فلبی نے اپنے عمل سے انگریزوں کو بتایا ہے کہ اسلامی ممالک کے متعلق دلچسپی کے پورے اظہار کے لئے وہاں کی زبان اور مذہب کا مطالعہ ضروری ہے۔ چنانچہ وہ خود عربی اور فارسی خوب جانتے ہیں اور اردو بھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوسرے لوگ بھی ان کے نقش قدم پر چلیں گے۔ اور اسلامی ممالک کو کما حقہ سمجھنے کے لئے عربی زبان کے لئے توجہ کریں گے۔ جب تک مسلمانوں کے مذہب اور ان کی مذہبی زبان سے واقفیت نہ ہو۔ اسوقت تک پوری حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اور زبان ایک ایسی چیز ہے جو اتفاق اور اتحاد کے لئے بہت ضروری ہے۔ اب اس کے بعد تقریر کا کوئی موقعہ نہیں تھا۔ مگر ادھقر فیلڈ صاحب نے اپنا بجار نکال لیا۔ اور جلسہ ختم ہوا اور جلسہ ختم ہوا۔ ادھقر فیلڈ صاحب کاسۂ چندہ لے کر دروازے پر آ کھڑے ہوئے۔ درد صاحب نے بھی ۲½ شلنگ سلسلہ کی طرف سے دے دیئے اور اس طرح یہ جلسہ رو پہری خوشی کے ساتھ ختم ہوا۔

ماربل آرچ تک ہم سب اکٹھے آئے۔ میں وہاں سے تھوڑی دیر کے لئے پارک کو چلا گیا۔ اور درد صاحب اور ملک صاحب پٹنی کو تشریف لے گئے۔ میں ابھی جا کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ ایک نوجوان (جو ایک عرصہ سے بیکار ہے) میرے پاس آیا۔ وہ پہلے بھی ایک مرتبہ ملے تھے۔ مگر میں اسوقت ان کو اس قابلیت کا آدمی نہ سمجھتا تھا۔ آج معلوم ہوا کہ وہ جرنلسٹک قابلیت رکھتا ہے۔ اس سے حسب ذیل گفتگو ہوئی:۔

نوجوان۔ آپ نے کبھی عاد کرائی (یعنی جنگی بگل انگریزی میں مکتی فوج کا ایک اخبار ہے) پڑھا ہے؟

میں۔ ہاں میں نے ہندوستان میں ایک مرتبہ دیکھا تھا۔ اس میں کیا ہے؟

نوجوان۔ میں نے اس میں مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔

میں۔ اچھا! میں نے کبھی نہیں سمجھا تھا کہ آپ اخبار کے لئے لکھتے ہیں۔ مجھے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اسلئے کہ میں خود بھی مذاق رکھتا ہوں۔

نوجوان۔ مینے پہلے اسی سلسلہ کو شروع کیا تھا۔ مگر رہ گیا۔ اب پھر میں نے اس طرف توجہ کی ہے۔

میں۔ میں اس سلسلہ کو بہت پسند کرتا ہوں۔ یہاں اس سے بہت روپیہ کمایا جا سکتا ہے۔ آپ اس کو نہ چھوڑیں۔ یہ حالت بدل دے گا۔ ایک دن آپ بہت بڑے لکھنے والے ہوں گے۔

نوجوان۔ اسوقت دو آرٹیکل میری جیب میں ہیں۔ ایک کا عنوان ہے "تاجر چوب" میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔

میں۔ بہت اچھا۔ مجھے خوشی ہوگی۔

اسپر اس نے وہ آرٹیکل جو نہایت بھدے کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ اسلئے کہ میرا آشنا نوجوان مالی مشکلات کیوجہ سے کوئی اچھا کاغذ خرید نہیں سکتا۔ مگر مضمون نہایت لطیف ہے۔ اردو میں اس کا وہ لطف نہیں رہتا۔ مضمون دراصل یہ ان لوگوں کے متعلق ہے۔ جو یہاں دیاسلائی کی ڈبیاں ہاتھوں ہاتھ میں لے کر کھڑے رہتے ہیں۔ دراصل وہ ایک قسم کے سائل ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ گداگری قانوناً منع ہے۔ اسلئے وہ دیاسلائی کی ڈبیاں ہاتھ میں لے کر کھڑے رہتے ہیں۔ بعض غریب الطبع اور رحمدل لوگ بغیر ڈبی لئے کچھ دے جاتے ہیں۔ اور بعض معمولی قیمت سے زیادہ دے دیتے ہیں۔ اور بعض حضرات اصلی قیمت دیکر ڈبی اٹھا لیتے ہیں۔ غرض اس نو آموز جرنلسٹ نے اسے "تاجر چوب" کے معزز مگر ظریفانہ خطاب سے مخاطب کر کے نہایت ہی متانت کے ساتھ اس کو پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور پھر دوسرا مضمون اس نے باجہ نواز میجر پر لکھا ہے۔ اور اس سے مراد وہ شخص ہے۔ جو گلیوں میں باجہ بجا کر اپنی گذر اوقات کرتا ہے۔ چونکہ یہ لوگ علی العموم فوج سے نکلے ہوئے لوگ ہوتے ہیں اسی مناسبت سے اس نے میجر باجہ نواز نام رکھ دیا غرض ان مضامین سے اس کے ذہن رسا کی خوبی کا پتہ لگتا تھا۔ دیر تک میں اس کے متعلق مشورہ دیتا رہا اسی اثناء میں ایک اور تعلیم یافتہ مگر مخمور صاحب آگئے۔ وہ ایک مرتبہ پہلے بھی مجھے ملے تھے۔ شراب کے شوقین ہیں۔ پہلے جب ملتے تھے تو پی کر نہ آتے تھے۔ پینے جا رہے تھے۔ اور اب سرشار ہو کر آئے تھے۔ میں نے ان کو پہچانا نہیں تھا۔ مگر انھوں نے پہچان لیا۔ اور مجھے مخاطب ہو کر کہا:۔

مخمور۔ گوڈ ایوننگ

میں۔ گوڈ ایوننگ سر!

مخمور۔ جب ہم کسی صاحب سے تعارف کرلیں تو پھر پاس سے بغیر سلام اور مزاج پرسی کے گذرنا اخلاق کے خلاف سمجھتے ہیں۔ آپ سے ایک مرتبہ ملاقات ہوئی تھی۔ اب میں نے پاس سے اسطرح پر گذرنا آداب ملاقات کے خلاف سمجھا

میں۔ آپ کی مہربانی کا شکریہ ہے۔ مگر مجھے یاد نہیں آتا کہ آپ سے کب ملاقات ہوئی تھی۔ کیا آپ مجھے اس کے لئے معاف فرمائیں گے۔

مخمور۔ آپ کو یاد نہیں رہا۔ میں تو سمجھتا ہوں آپکا حافظہ بہت اچھا ہے۔ میں آپ سے یہاں ایجویر روڈ پر ملا تھا۔ اور انگلستان کی عظمت پر گفتگو ہوئی تھی۔

میں۔ ہاں مجھے یاد آگیا۔ آپ کو پھر مل کر بہت خوش ہوا۔ مگر معاف فرمایئے آج تو آپ پئے ہوئے ہیں۔

مخمور۔ میں نے تو اسدن بھی کہا تھا کہ میں پیتا ہوں

اور یہ میری سرشت میں ہے۔ میرے دادا صاحب اور والد صاحب تو بہت پینے والے تھے

میں۔ میں معافی چاہتا ہوں جبکہ یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ آپ کے حصہ میں ان کی طرف سے شراب پینا ہی آیا۔ اور آپکے خاندان کی یہی ایک خاندانی روایت ہے۔ جس کو آپ قائم رکھنے میں خوش ہیں۔

میرے اس کہنے پر وہ بہت ہنسے اور مجھے خود بھی ہنسی آگئی۔

محمور۔ آپ تو بہت زندہ دل معلوم ہوتے ہیں۔

میں۔ ہمارے ملک میں ایک مثل ہے کہ "زندہ دلی ہی زندگی ہے"

محمور۔ اوہ بالکل ٹھیک ہے۔

میں۔ آپ اسے چھوڑ نہیں سکتے

محمور۔ چھوڑ سکتا ہوں اگر میں عزم کر لوں ہم برٹش (انگریز لوگ) جب کسی کام کرنے کا عزم کر لیتے ہیں۔ تو اسے کر کے چھوڑتے ہیں۔

میں۔ مجھے تو بہت بڑی خوشی ہوگی اگر آپ اس کے چھوڑنے کا عزم کر لیں۔

محمور۔ میں اپنی خاندانی ٹریڈیشن کو نہیں چھوڑ سکتا۔

میں۔ اچھی ٹریڈیشن کو قائم رکھنا چاہیئے اور اس قسم کی چھوڑ دینی چاہیئے

محمور۔ آپ کو معلوم نہیں ہم شراب کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ یہ زندگی کو زندگی بناتی ہے۔ اور اس میں قوت کا راز ہے

میں۔ میں تو تمباکو بھی نہیں پیتا۔ ویسے بھی بڈھا ہوں مگر سمجھتا ہوں میرے قویٰ تم سے اچھے ہیں۔

محمور۔ کیا دماغی یا جسمانی۔

میں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ دونوں اچھے ہیں۔

محمور۔ اچھا اپنی توجہ میرے دماغ پر ڈال کر اپنے خیالات کے ماتحت کر کے دکھاؤ

میں۔ میں اس قسم کے کھیلوں کا عادی نہیں۔ اگر اس طریق پر فوقیت ثابت ہو جاتی ہے تو آپ اپنا عمل کر کے دکھائیں۔

محمور۔ میں نے تو آپ کی دماغی قوت دیکھنا چاہا تھا آپ اس کو کھیل کہتے ہیں تو چھوڑ دیجئے۔ میں آپکو ناراض نہیں کرتا۔

میں۔ میں تو ناراض نہیں۔ آپ سے ہنس ہنس کے باتیں کرتا ہوں آپ ایسا خیال کیوں کرتے ہیں؟

محمور۔ میرا دماغ کمزور ہوتا تو میں علوم نہ پڑھ سکتا۔

میں۔ میں نے تو یہ اعتراض نہیں کیا۔ نسبتاً ایک چیز کا دوسری سے اچھا ہونا۔ دوسری کی ضعف کو ثابت نہیں دیتا۔

محمور۔ میں اقلیدس جانتا ہوں۔

میں۔ آئیے میں اقلیدس میں آپکا امتحان لوں۔

محمور۔ بہت اچھا پوچھئے۔

میں۔ ثابت کرو کہ مثلث قائم الزاویہ کے ہر دو اضلاع کا مربع اس کے وتر کے مربع کے برابر ہوتا ہے؟

محمور۔ میں جیومیٹری کے طریق سے اس کو ثابت کر دیتا ہوں

میں۔ میں تو اقلیدس کے طریق پر چاہتا ہوں۔

محمور۔ اچھا صاحب! اب میں کوچہ عشاق (LOVERS ROW) کو جانا چاہتا ہوں۔ گوڈ نائٹ۔

میں۔ شب بخیر۔

پھر میں نوآموز جرنلسٹ سے باتیں کرتا ہوا واپس ہوا۔ اور گھر آکر نماز پڑھی۔ حسب معمول سونے سے پہلے شام کے اخبارات پڑھے۔ آج لنڈن میں پہلا دن ہے کہ میری جیب میں صرف ۱۷ر ہیں۔ اور کہیں سے کوئی روپیہ ملنے کی توقع نہیں ہے۔ چونکہ طبیعت اس قسم کے مشاہدات کی عادی ہے۔ طبیعت پر وطن کی دوری کی وجہ سے بوجھ سا تو ہے۔ مگر اس میں کوفت ملی ہوئی نہیں۔ خدا کے فضل پر بھروسہ رکھتا ہوں۔